مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

یوم النحر دس ذی الحجہ کے دن امور اربعہ میں ترتیب کا مسئلہ؟

بخدمت جناب مفتی صاحب زید مجدکم۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ہر سال حج کے موقعہ پر حنفی حجاج کے درمیان مختلف مسائل زیر بحث رہتے ہیں جن میں سے تین مسائل اہم ہیں۔ ۱۔ ۱۰ ذی الحجہ کے دن رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کی رعایت اب بھی ضروری ہے جیسے کہ ہمارے متون میں تصریح ہے یا کہ اب زدحام کی وجہ سے اس میں رعایت دی جائیگی؟ ۲۔ بینک کے ذریعے قربانی کے جواز کا کیا حکم ہے؟ ۳۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر ہے یا اتمام؟

گزشتہ چند سالوں سے ان مسائل پر بحث میں کافی شدت آگئی ہے حج کے موقع پر خیمہ خیمہ اس بحث کا شکار نظر آتا ہے، حج سے لوٹنے کے بعد بھی ایک طویل عرصے تک تبصروں اور تنقید کا بازار گرم رہتا ہے۔

عوام الناس چونکہ مسائل کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اس لئے دوران بحث و مباحثہ حدود کی رعایت نہیں رکھ پاتے اور نوبت علماء کرام کی توہین تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اس جیسے مسائل پر اجتماعی غور و فکر کا اہتمام کیا جائے، آراء و معلومات کا تبادلہ ہو اور ایک دوسرے کے دلائل سننے سمجھنے کے بعد بتوفیق الٰہی کسی ایک رائے پر اتفاق کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی اجتماعی کوششوں کو ذریعہ بنا کر امت کو انتشار و افتراق سے بچائے۔ آمین

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رئیس جامعہ علوم اسلامیہ۔ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

الجواب وباللہ التوفیق

فروعی مسائل میں اختلاف قرون اولیٰ سے چلا آرہا ہے، اور یہ اختلاف امت مسلمہ کیلئے رحمت ہے کما قال اختلاف الائمۃ رحمۃ (مقدمۃ شامی ۱/۵۰)

اس لئے کہ کبھی بھی ایسے حالات آسکتے ہیں کہ ایک قول پر ان حالات میں عمل کرنا ناممکن ہوگا اور اگر عمل ممکن

بھی ہو مگر وہ تکلیف مالا یطاق کے قبیل سے ہوگا جبکہ قرآن پاک نے واضح الفاظ میں فرمایا لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا (الایۃ) اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو اس کی طاقت اور بساط کے مطابق مکلف کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کے ہاں مسلمہ قاعدہ ہے کہ وقت کی تبدیلی اور حالات کے تغیر کی وجہ سے فروعی احکامات اور اختلافی اقوال میں ترجیح کی تبدیلی آتی رہتی ہے اور اس کے نظائر ذخیرۂ فقہ میں موجود ہیں ان فروعی مسائل میں ایک مسئلہ احکام حج میں سے یوم النحر کے دن امور اربعہ کو بالترتیب انجام دینے کا ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ نے لکھا ہے فی یوم النحر اربعة اشیاء الرمی ثم النحر ثم الحلق ثم الطواف والسنة ترتيبها هكذا فان النبي ﷺ رتبها كذلك روى أنس أن النبي ﷺ رمى ثم نحر ثم حلق (رواه ابوداود (المغنی ۵/۳۲۰)

یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ کے دن) چار امور ہیں۔ پہلے رمی پھر نحر پھر حلق پھر طواف۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ ان امور کو ایسی ترتیب کے ساتھ ادا کیے جائیں۔ جس ترتیب سے رسول اللہ ﷺ نے ان امور کو ادا کئے ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے رمی کی پھر نحر کیا پھر حلق کیا

امور اربعہ کی ادائیگی بالاتفاق مطلوب ہے: یہی وجہ ہے کہ اسی ترتیب کے ساتھ ان امور کو ادا کرنا بالاتفاق تمام ائمہ مجتہدین مطلوب ہے۔ وقد اجمع العلماء على مطلوبية هذا الترتيب (اوجز المسالک ۸/۵۶۳، کتاب الحج) اس ترتیب کی مطلوبیت پر علماء امت کا اجماع ہے۔ اور یہی بات علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی لکھی ہے: اعلم أن وظائف يوم النحر بالاتفاق اربعة اشياء رمی جمرة العقبة ثم نحر الهدى او ذبحه ثم الحلق او التقصير ثم طواف الافاضة وقد اجمع العلماء على مطلوبية هذا الترتيب (تحفۃ الاحوذی ۳/۶۶۳) جان لو کہ بیشک باتفاق علماء یوم نحر (دس ذی الحجہ کے دن) کا وظیفہ چار امور ہیں پہلے جمرعقبۃ کی رمی پھر قربانی کا نحر یا ذبح کرنا پھر حلق یا تقصیر پھر طواف افاضۃ اور علماء امت کا اتفاق اس ترتیب کی مطلوبیت پر ہے۔

شوافع اور حنابلہ کا مذہب: البتہ اس ترتیب کے ذات حکم میں اختلاف ہے:

امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ امام اسحاق بن راھویہؒ اور اکثریت صحابہ اور تابعین اس ترتیب کو سنت مانتے ہیں قال العلامه طيبیؒ اختلف فی انه سنة لاشئی فی تركه او واجب يتعلق الدم بتركه وعلى الاول ذهب اكثر علماء الصحابة والتابعين وبه قال الشافعی واحمد، واسحاق لهذا الحديث وامثاله، (شرح الطیبی ۵/۳۱۳)

علماء کا اس میں اختلاف ہے بے شک یہ ترتیب سنت ہے جس کے ترک پر کوئی شئے نہیں یا واجب ہے جس کے ترک پر

دم واجب ہے؟ پہلی رائے (سنت کو) اکثر علماء صحابہ کرام تابعین نے اختیار کیا ہے اور اسی پر امام شافعیؒ احمد بن حنبلؒ اسحاق بن راھویہؒ نے اس حدیث اور اس جیسے دوسرے روایات کیوجہ سے قول کیا ہے۔ اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں وامّا الاعمال المشروعة یوم النحر فهی اربعة رمی جمرة العقبة ثم ذبح الهدیٰ ثم الحلق ثم الذهاب إلی مكة لطواف الافاضة وهی علی هذا الترتیب مستحبة فلو خالف فقدم بعضها علی بعض جاز وفاتته الفضیلة (کتاب الایضاع فی مناسک الحج والعمرة ۳۱۱)

دسویں ذی الحجہ کو جو کام کئے جاتے ہیں وہ چار ہیں: جمرہ عقبہ کی رمی، پھر ذبح، پھر حلق اور پھر مکہ جا کر طواف افاضہ کرنا یہ اسی ترتیب کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے اور اگر کسی نے اس کے خلاف کیا چنانچہ بعض کو بعض پر مقدم کیا تو ایسا کرنا اگرچہ جائز ہے، لیکن اس شخص کو فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔

اور شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ نے لکھا ہے۔ وذهب الشافعی وجمهور السلف وفقها اهل الحدیث إلی الجواز وعدام وجوب الدم (اوجز المسالک ۸/ ۵۶) امام شافعیؒ اور جمہور سلف اور فقہاء اہل حدیث کے ہاں ان امور میں تقدیم وتاخیر جائز ہے اور کرنے کی صورت میں لازم نہیں۔

<u>امام احمدؒ سے دوسری روایت:</u> البتہ امام احمدؒ کی دوسری روایت میں ہے اگر بھولے سے یا عدم علم کی صورت میں کوئی شخص اس ترتیب کو ساقط کرے تو کوئی دم نہیں لیکن اگر قصداً وعمداً ایسا کرے تو پھر دم لازم ہے۔

وقال صاحب المغنی قال الاثرم عن أحمد ان كان ناسیاً اوجاهلاً فلاشئی علیه وان كان عالماً فعلیه دم لقوله فی الحدیث لم أشعر (اوجز المسالک ۸/۵۶۴)

امام اثرمؒ امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کرتے ہیں اگر کسی نے ان امور میں ترتیب کو انجانی یا بھولے سے ترک کیا ہو تو اس پر کچھ نہیں اور اگر جان بوجھ کر ترک کیا ہو تو اس پر دم لازم ہے۔ اسلئے کہ حدیث پاک میں لم أشعر کا لفظ آیا ہے۔

<u>مالکیہ کا مسلک:</u> علامہ عبدالرحمٰن الجزائریؒ مالکیۃ کا مذھب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وامّا مندوباته منها رمی جمرة العقبة حین وصوله إلی منیٰ وبعد طلوع الشمس وفعل الذبح والحلق قبل الزوال یوم العید وتاخیر الحلق عن الذبح (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة (۱/۶۷) مستحبات حج میں سے ہے کہ منیٰ پہنچتے ہی طلوع شمس کے بعد جمرہ عقبیٰ کی رمی کرے اور عید کے دن زوال سے پہلے پہلے حلق اور قربانی کرے البتہ حلق کو قربانی سے مؤخر کرے گا۔ اور یہی مالکیہ کے ہاں راجح ہے۔

والراجح أن الترتیب بین اعمال یوم النحر سنة (الدین الخالص ۹/ ۱۷۷)

اور راجح یہی ہے کہ (مالکیہ کے ہاں) یوم النحر کے اعمال کے درمیان ترتیب سنت ہے۔

<u>ابن حزم کا مسلک:</u> اہل ظواہر میں سے امام ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں کہ رمی، حلق، ذبح، طواف اور سعی میں جس کو

چاہیں آپ مقدم کردیں اور جس کو چاہیں مؤخر کردیں اس میں کوئی حرج نہیں، وجائز فی رمی الجمرۃ والحلق والنحر والذبح وطواف الافاضۃ والطواف بالبیت والسعی بین الصفاء والمروۃ أن تقدم أیھا شئت لاحرج فی شئی من ذلک (المحلی ۵/۱۹۱)

امام شاہ ولی اللہ کی رائے وترجیح: امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی اسی کو راجح سمجھتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: وافتی فیمن احلق قبل أن یذبح أونحر قبل أن یرمی أو رمی بعد ما رمی او أفاض قبل احلق أنہ لاحرج ولم یأمر بکفارۃ والسکوت عندا الحاجۃ بیان ولیست شعری ھل فی بیان الاستحباب صیغۃ أصرح من لاحرج (حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۶۵)

اور رسول اللہ ﷺ نے فتویٰ دیا اس شخص کے حق میں جس نے قربانی سے پہلے سر منڈالیا......اور کاش مجھے معلوم ہوتا کہ استحباب کے بیان میں لاحرج سے بھی زیادہ واضح کوئی لفظ ہے؟

احناف میں صاحبین کا مذہب: اور علماء احناف میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بھی اس ترتیب کو سنت کہتے ہیں، قال العلامۃ عبدالحیؒ اعلم ان المسنون یوم النحر اربعۃ أمور الرمی ثم الذبح ثم الحلق ثم الافاضۃ ھذا الترتیب ھو المسنون عند کافۃ العلماء وقد وردت الروایات بھذا الترتیب من فعلہ ﷺ والترتیب بین ھذا الاربعۃ سنۃ عند الشافعی واحمد وصاحبی ابی حنیفۃ فمن قدم شیئا من ھذا او اخر فلادم علیہ عندھم لکون الترتیب غیرواجب (حاشیۃ موطا امام محمد ۵/٤)

جان لو کہ بیشک یوم نحر میں چار امور مسنون ہیں۔ رمی پھر ذبح، پھر حلق، اور پھر طواف افاضہ اور یہ ترتیب تمام علماء کے ہاں مسنون ہے اور یہ ترتیب نبی کریم ﷺ سے فعلاً ثابت ہے اس لئے یہ ترتیب امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگرد (امام یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں سنت ہے لہذا جو شخص ان امور میں تقدیم یا تاخیر کرے تو ان ائمہ کے ہاں اس شخص پر دم (قربانی) لازم نہیں اس لئے کہ ان امور میں یہ ترتیب واجب نہیں۔

ابن رشد کا دعویٰ اجماع: علامہ ابن رشد قرطبیؒ نے تو اس پر اجماع کا دعوی کیا ہے واجمع العلماء علی ان ھذا سنۃ الحج، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ ترتیب حج کی سنت ہے۔ (بدایۃ المجتہد ۱/۲۵۷)

اس لئے یہ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے ان امور میں تقدیم وتاخیر ہوجائے تو اس شخص پر دم لازم نہیں۔

لما قال البدر العینیؒ اذا حلق قبل ان یذبح فقال مالک والثوری والاوزاعی والشافعیؒ واحمدؒ واسحاقؒ وابوثورؒ وداود ابن جریرؒ لاشیئی علیہ وھو نص الحدیث ونقلہ ابن عبدالبر عن الجمھور منھم عطاء وطاؤس وسعید بن جبیر و

عکرمۃ ومجاهد والحسن وقتادة رحمهم الله (عمدة القاری ۵۹/۱۰)

جب آفاقی حاجی ذبح سے قبل حلق کرے (یعنی (سر منڈوائے) تو امام مالکؒ امام سفیان ثوریؒ امام اوزاعیؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ امام اسحاقؒ امام ابوثوریؒ امام داؤد ظاہریؒ اور امام ابن جریرؒ نے فرمایا ہے کہ اس شخص پر کوئی شئی (دم) لازم نہیں اور یہ حدیث میں منصوص ہے اور اس کو ابن عبدالبرؒ نے جمہور سے نقل کیا ہے جن میں سے امام عطاءؒ طاؤسؒ سعید بن جبیرؒ عکرمہؒ مجاہدؒ حسن اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور یہی صاحبین کا بھی مسلک ہے: علامہ سید احمد طحطاویؒ نے لکھا ہے وعندهما لایلزم بالتاخیر فی المناسک شئی (حاشیہ طحطاوی علی درمختار۔ا/۵۲۵)

صاحبین کے ہاں مناسک میں تاخیر کرنے پر کوئی شئی (دم) لازم نہیں ہوتا۔

اور علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے کہ عندهما لایلزم شئی بتقدیم نسک علی نسک (البحر الرائق ۲۶/۳)

صاحبین کے ہاں مناسک حج میں تقدیم وتاخیر کی صورت میں کچھ لازم نہیں۔

اور علامہ عینیؒ نے لکھا ہے۔ وقال ابو یوسف ومحمد لاشئی علیه واحتجا بقوله لاحرج (عمدة القاری ۵۹/۱۰) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اس شخص پر کچھ نہیں اور ان دونوں ائمہ کا استدلال نبی کریم ﷺ کے فرمان لاحرج سے ہے۔

<u>صاحبین سے دوسری روایت اور اسکا محمل</u>: اس مسئلہ میں امام ابو یوسف اور امام محمدؒ سے ایک روایت اور بھی ہے جس کو علامہ ابن عابدینؒ نے علامہ صدر الشہیدؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ قال صدر الشهید فی شرح الجامع الصغیر، قارن حلق قبل أن یذبح فعلیه دمان وقال ابو یوسف ومحمد علیه دم واحد لجنایته علی احرامه (منحة الخالق حاشیه البحر الرائق ۴۳/۳) باب الجنایات)

اگر قارن نے ذبح سے پہلے حلق کیا تو اس پر دو دم ہیں اور امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ نے فرمایا ہے اس پر ایک دم واجب ہے اس لئے کہ اس نے اپنے احرام پر جنایت کی ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صاحبین کے نزدیک بھی کم از کم ایک صورت میں ترتیب کے چھوڑنے پر دم لازم ہے اور وہ یہ کہ قارن ذبح سے قبل حلق کرے۔

<u>اس روایت کا جواب</u>:۔ لیکن یہ نسبت صاحبین کی طرف درست معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ امام محمدؒ نے خود اپنی رائے کی وضاحت کی ہے اور اسی طرح ذخائر فقہ میں دوسرے فقہاءؒ احناف کے حوالہ سے ذکر ہوا ہے کہ ان کے ہاں ترتیب ساقط کرنے کی کسی بھی صورت میں دم نہیں اور علامہ سرخسیؒ نے تو بالکل واضح لکھا ہے کہ وعندهما لایلزمه الدم بالتقدیم والتاخیر (المبسوط ۴۲/۴ باب الطواف) کہ صاحبین کے ہاں تقدیم وتاخیر کے کسی بھی صورت میں دم لازم نہیں۔ البتہ اس روایت کا محمل یہ ہے کہ وعلیه دم واحد سے مراد دم قران ہے دم جنایت نہیں۔ علامہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے والدم الذی یجب عندهما دم القران لیس غیر لا للحلق قبل

او انہ (فتح القدیر ۲/۲۵۵) صاحبین کے نزدیک قارن پر جو دم واجب ہے وہ دم قِران ہے یہ دم اس وجہ سے لازم نہیں ہوا کہ اس شخص نے وقت سے پہلے سر منڈوایا ہے گویا کہ اس مسئلہ میں صاحبین سے صرف ایک روایت ہے اور وہ یہ کہ تقدیم و تاخیر کی صورت میں کوئی دم لازم نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے فقہا کا مسلک: جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے فقہاء مثلاً علامہ ابن ماجشونؒ ابراھیم نخعیؒ وغیرہ حضرات کے ہاں یوم نحر ۱۰ ذی الحجہ کے دن ان چاروں امور میں ترتیب واجب ہے اور اگر کسی نے انمیں تقدیم و تاخیر کی تو اسپر دم (قربانی) لازم ہے کہ وقال النخفیؒ وابوحنیفةؒ وابن الماجشونؒ علیه دم وقال ابوحنیفہؒ ان کان قارنا فدمان وقال زفران کان قارناً فعلیه ثلاثه دماً (عمدہ القاری ۱۰/۵۹) امام نخعیؒ ابوحنیفہؒ اور ابن ماجشونؒ نے وجوب دم کا قول کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر ان امور میں تقدیم و تاخیر کرنیوالا قارن ہو تو اسپر دو دم (قربانیاں) ہیں اور امام زفرؒ نے فرمایا ہے کہ قارن پر تین دم (قربانیاں) ہیں

امام شافعیؒ سے ایک روایت: ترک ترتیب پر وجوب دم کے بارے میں امام شافعیؒ سے بھی ایک قول مروی ہے مگر امام نوویؒ اور دوسرے علماء شافعیہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ علامہ طیبیؒ نے لکھا ہے کہ وللشافعی قول ضعیف انه اذا قدّم الحلق علی الرمی والطواف لزم دم (شرح الطیبی ۵/۳۱۳)
امام شافعیؒ سے ایک ضعیف قول یہ ہے کہ اگر حاجی نے حلق کو رمی اور طواف پر مقدم کیا تو اس پر دم لازم ہے۔

امام ابوحنیفہ سے تین روایات: البتہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ سے تین روایات ذخیرہ فقہ میں مذکور ہیں۔ (۱) ایک روایت تو یہ ہے کہ ان چاروں امور میں ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے ترتیب کا ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے اگر کسی بھی صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے تو دم لازم ہوگا کما قال العلامہ سرخسیؒ من قدم نسکا علی نسک کان حلق قبل الرمی او نحر القارن قبل الرمی او حلق قبل الذبح فعلیه دم (المبسوط للسرخسی ۴/۴۱-۴۲ باب الطواف کتاب الحج) جس نے ایک نسک کو دوسرے پر مقدم کیا جیسا کہ اس نے رمی سے قبل حلق کیا یا قارن نے رمی سے قبل جانور ذبح کیا یا ذبح سے پہلے حلق کیا تو اس پر دم لازم ہے۔ اس روایت کو عام کتب حنفیہ نے ذکر کر کے اس کو مفتی بہ قرار دیا ہے۔ قال الاسبیحابی الصحیح قول ابی حنیفة ومشی علیه برهان الشریعة وصدر الشریعة والنسفی (اللباب فی شرح الکتاب الشہیر بالمیدانی ۱/۱۸۶) علامہ اسبیجابیؒ نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا قول صحیح ہے اور اسی کو برہان الشریعہ صدر الشریعہ اور امام نسفی نے اختیار کیا ہے۔

(۲) دوسری روایت: یہ روایت امام محمدؒ نے کتاب الحجة علی اهل المدنیة میں ذکر کیا ہے کہ اگر لاعلمی میں کسی سے ترتیب ساقط ہو جائے تو اس پر دم نہیں لیکن اگر عمداً ترتیب ساقط کرے تو دم لازم ہوگا۔

أخبرنا محمد عن ابی حنیفةؒ فی الرجل یجهل وهو حاج فیحلق رأسه قبل أن یرمی الجمرة انه لاشئی علیه (کتاب الحجة علی اهل المدینة ۳۷۱/۲)

امام ابوحنیفہؒ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جس نے لاعلمی میں رمی جمرہ سے پہلے سرمنڈوایا تو اس پر کچھ نہیں۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ عذر کی بناء پر اگر ترتیب فوت ہوجائے تو دم لازم نہیں ہوتا۔

(۳) تیسری روایت: یہ روایت امام محمدؒ نے موطا میں ذکر کیا ہے۔ لاحرج فی شئی من ذلک ولم یرفی شئی من ذلک کفارة الافی خصلة واحدة' المتمع والقارن إذا حلق قبل ان یذبح قال علیه دم (موطا امام محمد ۲۳۵' باب من قدم نسک قبل نسک)

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان امور میں کوئی قباحت نہیں ان میں سے کسی بات پر کوئی کفارہ نہیں سوائے اس ایک امر کے کہ متمتع اور قارن قربانی سے قبل سرمنڈائے تو اس پر دم واجب ہے۔

امام ابوحنیفہ کا استدلال: امام ابوحنیفہؒ اور آپؒ کے ہمنوا علماء کرام اپنی رائے ترتیب میں تقدیم وتاخیر پر وجوب دم کے استدلال کیلئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فتوی پیش کرتے ہیں عن ابن عباسؓ قال من قدم شیئاً من حجه او اخره فلیهرق لذلک دماً (شرح معانی الاثار ۴۴۷/۱) آپؓ نے فرمایا جو شخص اپنے حج میں سے کسی چیز کو مقدم یا مؤخر کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ خون بہائے۔

صاحب ہدایہ کی نسبت ضعیف: صاحب ہدایہ نے یہ روایت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف منسوب کی ہے' مگر علامہ بنوریؒ نے فرمایا ہے کہ ہم نے مأخذ میں اس کو نہیں پایا شاید کہیں ہو (معارف السنن ۲۱۲/۴)

امام صاحب کے مستدل کا جواب: مگر اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے رواه ابن ابی شیبة باسناد حسن من طریق مجاهد عن ابن عباس فذکر وفیه ابراهیم بن مهاجر وهو ضعیف وأخرجه الطحاوی من وجه آخر احسن منه ویعارضه ماثبت فی الصحیحین من حدیث عبدالله بن عمرو بن العاص فمن قدم شیئا اوأخرا فعل ولا حرج (الدرایة) کہ اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے مجاهد عن ابن عباس کے طریق سے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس میں ابراہیم بن مہاجر ہے۔ جو ضعیف ہے اور امام طحاویؒ نے اس کو ایک دوسرے طریق سے ذکر کیا ہے جو ابن ابی شیبہؒ کی روایت سے احسن ہے لیکن اس کے معارض وہ روایتیں ہیں جو عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے صحیحین میں مروی ہیں جس میں تقدیم اور تاخیر کرنیوالے سے افعل ولا حرج کہا گیا ہے۔ اور اسی طرح علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: قال القرطبی روی عن ابن عباس ولم یثبت عنه ان من قدم شیئاً علی شئی فعلیه دم (نیل الاوطار ۷۹/۵) امام قرطبیؒ نے فرمایا

کہ ابن عباسؓ سے بظاہر یہ روایت مروی ہے مگر اس حقیقت میں یہ ثابت نہیں کہ جس نے کسی امر کو دوسرے امر پر مقدم کیا اس پر دم لازم ہے۔اسکے علاوہ یہ عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ ہے جو صریح روایات کے مقابل ہے۔جبکہ اصولاً صحابی کا اجتہاد نص صریح کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

جمہور ائمہ کرام اور صاحبین کے دلائل: جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ صاحبین اور دوسرے ائمہ کرام کے ہاں امور اربعہ میں ترتیب کا لحاظ رکھنا سنت ہے اور ان امور میں ترک کرنے یعنی تقدیم وتاخیر کی صورت میں دم لازم نہیں۔یہ حضرات اپنی رائے کے لئے مختلف روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیل لہ فی الذبح والحلق والرمی والتقدیم والتاخیر فقال لاحرج رواہ البخاری فی الصحیح عن موسیٰ بن اسماعیل و رواہ مسلم عن محمد بن حاتم عن بھز عن وھیب (السنن الکبریٰ ۵/۱۴۲۔کتاب الحج) بیشک رسول اللہ ﷺ سے ذبح، رمی اور تقدیم وتاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا لاحرج۔

(۲) عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول اللہ ﷺ وأتیٰ رجل یوم النحر وھو واقف عند الجمرۃ فقال یا رسول اللہ ﷺ انی حلقت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج واتاہ آخر فقال انی ذبحت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج واتاہ اخر فقال افضت إلی البیت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج قال فما رأیتہ سئل یومئذ عن شئی الاقال افعل ولا حرج اخرجہ مسلم فی الصحیح ھکذا فی حدیث عبداللہ بن مبارک (السنن الکبریٰ للبیھقی ۵/۱۴۲۔کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا اور آپ یوم النحر کے دن جمرۃ عقبہ کے پاس کھڑے تھے تو ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے رمی سے قبل حلق کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ارم ولاحرج۔ ایک دوسرا آیا اس نے کہا کہ میں نے رمی سے قبل ذبح کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ارم ولاحرج۔اور پھر ایک تیسرا آیا اور کہا کہ میں نے رمی سے قبل طواف کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ارم ولاحرج ۔راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا مگر آپ ﷺ فرماتے افعل ولاحرج اس روایت کو امام مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے۔

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام محمدؒ نے لکھا ہے قال محمد بالحدیث الذی رویٰ عن النبی ﷺ ناخذ انہ قال لا حرج۔فی شئی من ذلک...... واما

نحن فلا نری علیه شیئاً (موطا امام محمد ص ۲۳۵)

یہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ ہم اس کو پکڑتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے کسی بھی صورت میں کچھ لازم نہیں کیا۔ اسلئے ہم بھی عدم ترتیب پر کچھ لازم نہیں کرتے۔ اس روایت کے بارے میں امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث عبد الله بن عمرو حدیث حسن صحیح و العمل علی هذا عند اکثر اهل العلم وهو قول احمد و اسحاق (جامع ترمذی علی صدر تحفۃ الاحوذی ۳/۶۶۳ کتاب المناسک) عبداللہ بن عمروؓ کی روایت حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے اور یہ قول امام احمد اور اسحاق کا ہے۔

(۳) عن عکرمة عن ابن عباس قال سأل رجل رسول الله ﷺ فقال انی حلقت قبل ان اذبح فقال لاحرج فقال آخر انی رمیت بعد ما امسیت قال لاحرج ما علمته سئل عن رسول الله ﷺ عن شئی یومئذ الاقال لاحرج ولم یأمر شئی من الکفارة هذا اسناد صحیح (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۱۴۳۔ کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ بیشک میں نے ذبح سے قبل حلق کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا لاحرج ایک دوسرے شخص نے کہا کہ بے شک میں نے شام کرنے کے بعد رمی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا لاحرج مجھے معلوم نہیں کہ اس دن آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا ہو مگر آپ ﷺ نے فرمایا لاحرج۔ اور آپ ﷺ نے (کسی بھی سائل کو) کفارۃ کا حکم نہیں دیا۔

(۴) عن جابرؓ ان رسول الله ﷺ رمی ثم جلس للناس فجاء رجل فقال یار سول الله ﷺ انی حلقت قبل ان انحر قال لاحرج ثم جاء آخر فقال حلقت قبل ان ارمی قال لاحرج فما سئل عن شئی الاقال لاحرج۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۱۴۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمی (جمرہ عقبہ) کے بعد لوگوں کے لئے بیٹھ گئے تو ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ بے شک میں نے قربانی سے قبل سر منڈایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک دوسرا آیا تو اس نے کہا کہ میں نے رمی سے قبل حلق کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ سے کسی بھی مسئلہ کے بارے میں نہیں پوچھا گیا مگر آپ ﷺ نے فرماتے رہے لاحرج۔

(۵) عن سلمة بن شریک قال خرجت مع النبی ﷺ حاجا فکان الناس یاتونه فمن قال یارسول الله سعیت قبل ان اطوف او قدمت شیئا او أخرت شیئا فکان یقول لاحرج لاحرج۔ (۵/۳۴٤ کتاب المناسک باب فی من قدمام شیئا قبل شئی فی حجه) مصنف ابن ابی شیبة ۳/٤٥٤)

حضرت سلمہ بن شریک سے روایت ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج کیلئے نکلا۔ تو لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو بعض نے کہا کہ میں نے طواف سے قبل سعی کی یا میں نے کسی امر کو مقدم کیا یا مؤخر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لا حرج۔ کوئی حرج نہیں۔......اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے علامہ منذریؒ نے لکھا ہے: قال بظاهر الحديث مجاهد وطاؤس والشافعي وفقهاء اهل الحديث في جماعة من السلف وانه لاشئي عليه في الجميع قدّم منها ماقدّم او أخّر منها أخّر (۵/۳۴۴ کتاب المناسک باب فی من قدم شیئا قبل شئی فی حجتہ) اس ظاہر حدیث پر امام مجاہدؒ طاؤس، امام شافعی اور فقہاء اہل حدیث اور اسلاف کی ایک جماعت نے قول کیا ہے کہ ان تمام مقدم ومؤخر امور میں کچھ واجب نہیں

(۶) عن قيس بن سعد أن النبي ﷺ سئل عن التقديم والتاخير في الحج فقال لاحرج (مصنف ابن ابی شیبۃ ۳/۴۵۴) قیس بن سعدؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ سے حج میں تقدیم وتاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۷) عن عطاء قال قال رسول الله ﷺ من قدّم من حجة شيئاً مكان شئي فلا حرج (مصنف ابن ابی شیبۃ ۳/۴۵۴) حضرت عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے حج میں کسی امر کو دوسرے پر مقدم کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

(۸) عن علي عن النبي ﷺ أن رجلا أتاه فقال افضت قبل ان أحلق قال فاحلق اوقصر ولا حرج (مصنف ابن ابی شیبۃ ۳/۴۵۴) حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ میں نے حلق سے پہلے طواف افاضۃ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حلق یا قصر کرو کوئی حرج نہیں۔

(۹) عن مقاتل انهم سئالوا انس بن مالك عن قوم حلقوا من قبل ان يذبحوا قال اخطأتم السنة ولا شئي عليكم (السنن الکبریٰ للبیھقی ۵/۱۴۳۔ کتاب الحج)
حضرت انسؓ سے لوگوں نے اس قوم لوگوں کے بارے میں سوال کیا جنہوں نے قربانی سے قبل حلق کیا ہے تو آپؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے سنت کو چھوڑ دیا ہے مگر تم پر کچھ نہیں۔

(۱۰) عن جابر بن زيد في رجل حلق قبل أن ينحر قال عليه الفدية قال فسالت مجاهداً وطاوساً فقالا ليس عليه شئي (مصنف ابن ابی شیبۃ ۳/۴۵۳) حضرت جابر بن زید نے اس آدمی کے بارے میں کہا کہ اس پر فدیہ ہے جس نے نحر سے پہلے سر منڈایا تو راوی کہتا ہے میں نے حضرت مجاہد اور طاؤس سے اس بارے میں سوال کیا تو ان دونوں نے کہا کہ اس شخص پر کچھ نہیں۔ ان جملہ راویات سے وضاحت سے معلوم ہوا کہ یوم نحر دس ذی الحجہ کے دن ان چار امور میں تقدیم وتاخیر کرنیکی صورت میں دم واجب نہیں ہوتا۔ (جاری ہے)